زید حامد (زید زمان) کا جھوٹ نمبر 10

یوسف کذاب کیس کے گواہان اور انکی شہادتیں

زید زمان (زید حامد) کہتا ہے کہ یوسف کذاب پر ظلم ہوا، اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور خبریں اخبار کی رپورٹوں کی بنیاد پر عدالت نے خلافت عظمیٰ کے دعویدار یوسف کذاب کو سزائے موت دے دی، اس کیس میں کوئی سچی شہادت اور گواہی نہیں ہے۔ مولویوں کے پاس یوسف کذاب کے دعویٰ نبوت کیلئے خبریں اخبار کے تراشوں کے علاوہ کوئی ثبوت نہیں ہے۔

مگر سچ یہ ہے: زید حامد (زید زمان) یوسف کے دفاع میں اس قدر جھوٹ بولتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ جھوٹ بولنے میں اس کا اس وقت کوئی ثانی نہیں ہے۔ یوسف کذاب کیس میں 14 گواہ پیش ہوئے۔ یوسف کے آڈیو ویڈیو بیانات پیش کئے گئے۔ اس کی تحریریں، کتابیں، ڈائری پیش ہوئیں۔ کراچی سے لاہور سفر کر کے آنے والے گواہوں کے یوسف کذاب سے تعلقات رہے تھے اور وہ بہت عرصہ اس کے عقیدت مند رہے۔ یاد رہے یوسف کذاب کے بارے میں سب سے پہلے کراچی کے ''تکبیر'' اور ''امت'' میں لکھا گیا اور خبریں کے علاوہ دوسرے اخباروں نے بھی اس موضوع پر خبریں لگائیں۔

اب ہم کچھ گواہان کے بیانات درج کرتے ہیں۔

بریگیڈئیر (ر) محمد اسلم ملک کے بارے میں یوسف کذاب نے سیشن جج لاہور کے سامنے حلفاً اعتراف کیا کہ ''عبدالواحد میرا دوست ہے۔ بریگیڈئیر (ر) محمد اسلم ملک عبدالواحد کا واقف ہے۔ یہ درست ہے کہ بریگیڈئیر (ر) محمد اسلم ملک مجھ سے مذکورہ عبدالواحد کے گھر اکثر و بیشتر ملتے رہے۔

لفظ بہ لفظ بیان گواہ استغاثہ نمبر 1 بریگیڈئیر (ر) محمد اسلم ملک

گواہ استغاثہ نمبر 1: ڈاکٹر محمد اسلم ملک ولد ملک نیاز علی ذات ککے زئی ڈاکٹر (بریگیڈئیر) ریٹائرڈ سکنہ G-10 عسکری اپارٹمنٹس چودھری خلیق الزماں روڈ کراچی حلفاً بیان کرتا ہوں۔

میں اس مقدمے کے ملزم یوسف کو 1988 یا 1989ء جانتا ہوں۔ میری اس سے ملاقات اپنے دوست عبدالواحد کے مکان نمبر 3 واقع ڈی سیکٹر 9 کلفٹن کراچی میں 1988ء میں ہوئی۔ میرے دوست عبدالواحد نے مجھے بتایا کہ ایک مذہبی شخص ان کے گھر آ رہا ہے۔ جو نماز مغرب کے بعد دین کے بارے میں بیان کرے گا۔ ملزم یوسف میرے دوست کے گھر آیا۔ ملزم نے سورۃ اخلاص کی تفسیر بیان کی جو مجھے اچھی لگی۔ چار پانچ ماہ بعد میرے دوست نے پھر مجھے محفل میں شرکت کیلئے کہا، میں نماز مغرب کے بعد محفل میں شریک ہوا۔ ملزم یوسف نے پیغمبر اسلامؐ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور پھر جب بھی ملزم میرے دوست کے گھر آیا مجھے محفلوں میں شرکت کیلئے بلایا گیا۔ 1995ء میں ملزم یوسف نے نماز مغرب کے بعد میرے دوست کے گھر اکیلے مجھ سے ملاقات کی اور پوچھا کہ اگر مجھ پر حقیقت منکشف کر دی جائے تو میں (ڈاکٹر محمد اسلم) اس سلسلے میں کس قدر قربانی دے سکتا ہوں؟ میں کسی حد تک متذبذب تھا۔ ملزم یوسف نے مجھ سے دو لاکھ روپے کی ادائیگی کیلئے کہا، میں نے کہا میں اس کا انتظام نہیں کر سکتا۔ بہر حال میں نے معاملہ التواء میں ڈال دیا۔ پھر 1995ء کے آخر میں ملزم یوسف نے اپنی خواہش پر عمل درآمد کی ہدایت کی۔ مجھے یہ ہدایت نماز مغرب کے بعد اپنے دوست عبدالواحد کے گھر کی گئی۔ میں نے جواب دیا کہ میں اس کی آئندہ آمد کے موقع پر اس کا انتظام کرونگا۔ دسمبر 1995ء میں ملزم یوسف میرے دوست کے گھر آیا جسے میں نے بتایا کہ میں نے دو لاکھ روپے کا انتظام کر لیا ہے اس پر ملزم یوسف دوسرے دن نماز کے بعد میرے گھر آیا میں نے اسے دو لاکھ روپے ادا کر دیئے۔ پھر اگلے جمعہ ملزم یوسف نے اپنے مرید کے ہمراہ عسکری اپارٹمنٹ میں واقع ہماری مسجد میں نماز جمعہ میں شرکت کی۔ نماز جمعہ کے بعد ملزم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ میرے گھر آیا جہاں تھوڑی دیر بعد اس نے مجھ پر حقیقت منکشف کئے جانے کو کہا پھر کھڑے ہو کر اس نے ''انا محمد'' کہا جس پر مجھے حیرت ہوئی کیونکہ کوئی اپنے بارے

میں حضرت محمدؐ ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا جبکہ حضرت محمدؐ مدینہ میں ہیں میں نے تاثر لیا کہ یہ شخص اپنے محمد ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے میری حیرت ختم نہیں ہوئی تھی کہ ملزم یوسف کے ساتھیوں نے میرے گلے میں ہار ڈال دیئے اس کے بعد ملاقات ختم ہوگئی۔ ملزم یوسف اپنے ساتھیوں کے ہمراہ میرے گھر سے چلا گیا۔ملزم یوسف اس کے ساتھیوں اور میرے علاوہ اس ملاقات میں کوئی دوسرا موجود نہیں تھا۔اس کی میرے گھر سے روانگی کے بعد میں نے سوچا کہ آیا مجھے اس قسم کی ملاقاتیں جاری رکھنی چاہئیں یا نہیں۔میں نے فیصلہ کیا کہ ملزم یوسف سے ملاقات کا سلسلہ جاری رکھوں گا۔

چند ماہ بعد مغرب کے بعد میں اپنے دوست کے گھر موجود تھا۔کموڈور (ریٹائرڈ) یوسف صدیقی بھی شریک محفل تھے۔کموڈور یوسف نے ملزم یوسف سے استفسار کیا ''حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ مختلف وقتوں میں پیغمبر کی حیثیت سے ظاہر ہوتے رہے ہیں چودہ سو سال قبل بھی آپ کا ظہور ہوا اس کے بعد سے آپ اولیاء کرام کی صورت میں آتے رہے۔چودہ سو سال قبل پہلے اور آج میں کیا فرق ہے کون سا وقت زیادہ باوقار اور پرشکوہ تھا'' جواب میں ملزم یوسف نے کہا کہ چودہ سو سال قبل کا زمانہ پرشکوہ تھا لیکن اب شکوہ وعظمت بے مثال ہے کیونکہ اس وقت یہ ''ڈیوٹی'' تھی اور اب یہ ''بیوٹی'' ہے۔

اس مرحلے پر فاضل ڈسٹرکٹ اٹارنی نے کہا کہ گواہ کی باقی ماندہ شہادت ملزم کی موجودگی میں قلمبند کی جائے اور گواہ استغاثہ کو اگلی تاریخ کیلئے پابند کیا جائے۔ ڈسٹرکٹ اٹارنی کی طرف سے مذکورہ اجازت کی استدعا کئے جانے سے قبل گواہ نے کہا کہ اس کا بیان مکمل ہو چکا ہے تاہم اس کے باوجود ڈسٹرکٹ اٹارنی اس سے سوال کر سکتے ہیں۔مزید برآں جرح بھی ہونا ہے اس لئے گواہ کی آئندہ تاریخ پر حاضری کیلئے پابند کیا جاتا ہے۔

کاروائی مقدمہ مورخہ 2-3-2000

28-3-2000 گواہ استغاثہ نمبر 1 ڈاکٹر محمد اسلم ملک نے دوبارہ حلفاً بیان کیا ملزم یوسف آج موجود ہے جس نے اپنے لئے ''انا محمد'' کا لفظ استعمال کیا اور دوسری باتیں کہیں جو میں نے گذشتہ تاریخ سماعت پر بیان کی تھیں۔میں ملزم کی شناخت کرتا ہوں میں ملزم یوسف کے ساتھ جو عدالت میں موجود ہے ملتا رہا ہوں، میں بعد میں بھی ملزم یوسف سے صرف اس لئے ملتا رہا ہوں کہ اس کے پس منظر میں کارفرما عنصر کا سراغ لگا سکوں۔

تقریباً 5 دن تک جرح وکیل صفائی (سلیم عبدالرحمٰن) جاری رہی۔آخر میں **7-4-2000** کو دورانِ جرم بریگیڈیئر (ر) محمد اسلم ملک نے حلفاً کہا کہ:

یہ کہنا درست نہیں کہ میں نے عدالت میں غلط بیان دیا ہے۔یہ درست ہے کہ میں اہلسنت ہوں میں حضرت محمدؐ کے لئے یارسول اللہ کہتا ہوں۔یہ غلط ہے کہ میں نے ملزم یوسف کے خلاف پرانی دشمنی کی بناء پر بیان دیا ہے۔ملزم یوسف کرسی پر بیٹھا تھا اس نے اٹھ کر کہا ''انا محمد'' اس طرح اس نے اپنے ''انا محمد'' پیغمبر ہونے کا اعلان کیا۔

لفظ بہ لفظ بیان گواہ استغاثہ نمبر 2 محمد اکرم رانا

20-4-2000 گواہ استغاثہ نمبر 2 بیان محمد اکرم رانا ولد رانا محمد طفیل ذات راجپوت منیجر فارما کل کمپنی کراچی رہائشی 3 بی تھرڈ ایسٹ سٹریٹ فیز 1 ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کراچی حلفاً بیان کیا۔

میں ملزم یوسف علی کو جو عدالت میں موجود ہے۔جانتا ہوں۔میری اس سے ملاقات **1994**ء میں عبدالواحد کے گھر کراچی میں ہوئی۔ملزم یوسف علی نے عبدالواحد کے گھر ایک تقریر کی جس میں قرآن پاک کی تلاوت بھی شامل تھی۔دوران تلاوت اس نے کہا پیغمبر اسلام آج بھی دنیا میں موجود ہیں اور انسان کی شکل میں ہمارے درمیان موجود ہیں۔عبدالواحد کے گھر میں کسی کے سوال پوچھے جانے پر کہ ہمارے پیغمبرؐ نے بہت سادہ زندگی بسر کی ملزم یوسف نے کہا کہ چودہ سو برس قبل روایات پرانی تھیں۔اب روایات جدید ہے مزید یہ کہ شکوہ نمود ونمائش آج کی ضرورت بن گئی ہے۔دوسرے الفاظ میں جدید زندگی آج کی ضرورت ہے۔یہ محفل جنوری یا فروری **1994**ء میں ہوئی۔

ملزم یوسف نے کہا کہ اگر کوئی دیکھ سکتا ہے تو دیکھ لے اگر کوئی پہچان سکتا ہے تو ہمارے درمیان پیغمبر اسلام کو پہچان لے اس کے بعد محفل ختم ہوگئی۔

دوسری نشست 1995ء میں ہوئی میں نے یوسف علی سے ایک سوال پوچھا آیا وہ قرآن قدس کی تفسیر یا تفہیم لکھ رہا ہے جس کا جواب اس نے اثبات میں دیا۔ میں نے اس کی تحریر کردہ تفسیر اور تفہیم کی ایک کاپی طلب جس پر اس نے پوچھا کہ میں اس کی قیمت ادا کر سکتا ہوں؟ میں یہ جواب سن کر حیران ہوا کہ قرآن شریف کی کیا قیمت ہو سکتی ہے؟ بہر حال میں نے کہا میں یہ کتاب حاصل کرنے کیلئے ایک لاکھ روپے ادا کر سکتا ہوں اس کے بعد یہ نشست ختم ہوگئی۔ مجھے ایک لاکھ روپے کی ادائیگی کیلئے بار بار پیغام ملتے رہے لیکن میں ادائیگی نہیں کر سکا۔ پھر ایک بار میں نومبر 1995ء میں یوسف علی کے شادمان لاہور میں واقع گھر میں شام کے وقت اس سے ملنے گیا مجھے معلوم ہوا کہ وہ اسلام آباد جا رہا ہے مجھے لاہور کے ہوائی اڈے پر اس کے ہمراہ جانے کو کہا گیا۔

گاڑی جس میں یوسف علی کے دوسرے ساتھی بھی سوار تھے یوسف علی نے ایک لاکھ روپے کی رقم کا مطالبہ کم کر کے پچاس ہزار روپے کر دیا۔ وقت گزرتا رہا میں پچاس ہزار روپے کی رقم نقد ادائیگی نہ کر سکا۔

پھر جب مجھے اپریل 1996ء میں حج پر جانا تھا مجھے رقم کی ادائیگی کیلئے پیغام بھیجا۔

میں نے پچیس ہزار روپے یوسف علی کو ادا کر دیئے جس پر اس نے کہا کہ تم اللہ جل شانہٗ کے بہت قریب آ گئے ہو۔

اس لئے میں تمہاری موجودگی میں ایک حقیقت کا انکشاف کرتا ہوں۔ اس نشست میں عبدالواحد کے کلفٹن کراچی والے گھر میں بہت سے دوسرے لوگ بھی موجود تھے۔ یوسف علی مجھے دوسرے ملحقہ کمرے میں لے گیا۔ دونوں کمروں کا درمیانی دروازہ کھلا رہا اس نے مجھے آنکھیں بند کرنے کو کہا جس پر میں نے آنکھیں بند کر لیں اس نے مجھے درود شریف پڑھنے کو کہا میں نے درود شریف پڑھا اس کے بعد یوسف علی نے مجھے آنکھیں کھولنے کو کہا اور مجھ سے پوچھا کہ کیا میں نے کچھ دیکھا ہے میں نے کہا میں نے کچھ نہیں دیکھا ہے اس پر

ملزم یوسف علی نے مجھے سینے سے لگایا اور کہا بسم اللہ میں ''محمد مصطفیٰ'' ہوں۔

اس نے مزید کہا میں نے یہ حقیقت چھپائے رکھی تم بھی اس حقیقت کو مخفی رکھو یہی ''تفہیم قرآن''، ''تفسیر قرآن''، ''زندہ قرآن'' اور ''نور قرآن'' ہے۔ یہ سن کر مجھے ایسے محسوس ہوا کہ جیسے یوسف علی کے ادا کردہ الفاظ اور فقروں نے مجھے ہپناٹائز (عمل تنویم کے ذریعے بے سدھ) کر دیا ہو۔ میں نے محسوس کیا کہ مجھے دوہری مصیبت اور آفت سے باہر نکلنا ہوگا۔ اس پر میں نے علماء سے مشورہ کیا، علماء کو مذکورہ بیان بتایا جس پر علماء نے مجھے کہا کہ مذکورہ شخص واجب القتل ہے۔

لفظ بہ لفظ بیان گواہ استغاثہ نمبر 4

حافظ محمد ممتاز اعوان ولد غلام محمد ذات اعوان پیشہ کاروبار ساکن شام نگر روڈ چوبرجی چوک لاہور حلفاً بیان کرتا ہوں۔

28-2-1997 کو میں اور میرا ساتھی محمد اویس جمعہ کی نماز کی ادائیگی کیلئے مسجد بیت الرضا گئے، یہ مسجد چوک یتیم خانہ پر واقع ہے۔ ملزم یوسف نے جو عدالت میں موجود ہے خطبہ جمعہ کے بعد تقریر کی اس کی تقریر میں پیغمبر اسلامؐ کے نام کی بے ادبی اور بے حرمتی کی گئی تھی اس طرح اس نے اعلان کیا کہ محفل میں موجود سو افراد ''صحابہ رسول'' ہیں۔ اس نے دو افراد زید زمان اور عبدالواحد کے ''صحابی'' ہونے کا اعلان کیا اور اپنا تعارف پیغمبر اسلام کی حیثیت سے کرایا۔ بازار سے ملزم یوسف علی کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں خریدنے کے بعد میں نے یہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو دیں جو مقدمے کی مستغیث ہیں۔ میں نے آڈیو کیسٹ سنی ہے اور ویڈیو کیسٹ دیکھی ہے۔ آڈیو اور ویڈیو کیسٹ ملزم یوسف علی کی ہے۔

لفظ بہ لفظ بیان گواہ استغاثہ نمبر 5 میاں محمد اویس

گواہ استغاثہ نمبر 5 میاں محمد اویس ولد میاں محمد شفیق پیشہ کاشتکاری ذات ارائیں ساکن 54 سی/III گلبرگ IIIلاہور لاہور حلفاً بیان کرتا ہوں:

28-2-1997 کو میں اور ممتاز اعوان نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے مسجد بیت الرضا گئے۔

ملزم یوسف علی مسجد میں موجود تھا اس نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ اس وقت محفل میں سو صحابی موجود ہیں اس نے وضاحت بھی کی کہ صحابی وہ ہے جس نے حالت ایمان میں حضرت محمد ﷺ کو دیکھا ہو۔ اس نے دو افراد جن کے نام زید زمان اور عبدالواحد تھے۔ کو آگے بلایا اور ان کا تعارف ''صحابی رسول'' کی حیثیت سے کرایا۔ دونوں افراد آگے آئے اور مختصر وقت کیلئے تقریر کرتے ہوئے اپنے انتہائی خوش نصیب ہونے پر شکریہ ادا کیا۔ اپنی تقریر کے دوران ملزم یوسف نے اپنے رسول اللہ (استغفر اللہ) ہونے کا اعلان کیا۔ آج ملزم یوسف کو عدالت میں موجود دیکھا ہے یہ وہی محمد یوسف ہے جس نے مذکورہ تقریر کی تھی۔

محمد علی ابوبکر یوسف کذاب کا بہت عرصہ تک مرید اور معاون رہا ہے۔ یوسف کذاب نے اپنے بیان میں حلفاً اقرار کیا ''میں محمد علی ابوبکر کو اپنے لئے ڈیمانڈ ڈرافٹ بنانے کی غرض سے رقم دیتا تھا۔۔۔ میں نے محمد علی ابوبکر سے **24** لاکھ کا قرض حسنہ لیا تھا۔ جب میں ادائیگی کے قابل ہوا تو میں نے رضا کارانہ طور پر رقم واپس کر دی۔ میں نے محمد علی ابوبکر کو **28-02-97** کو اپنی بیٹی کی شادی کی تقریب میں شرکت کیلئے مدعو کیا تھا۔

لفظ بہ لفظ بیان گواہ استغاثہ نمبر 7 محمد علی ابوبکر

گواہ استغاثہ نمبر **7** محمد علی ابوبکر ولد محمد ابوبکر پیشہ کاروبار ذات میمن ساکن **97/1** خیابان بحریہ فیز **5** ڈیفنس کراچی حلفاً بیان کیا:

میں ملزم یوسف کو جو عدالت میں موجود ہے جانتا اور پہچانتا ہوں۔ غالباً جون **1994**ء میں میرے ایک رشتہ دار رضوان نے مجھے بتایا کہ میرے قرآن کے علم کی بنیاد معمولی علم پر ہو سکتی ہے۔ اس لئے اگر مجھے قرآن حکیم سیکھنا ہے تو مجھے ملزم ابوالحسنین محمد علی یوسف سے رابطہ کرنا چاہیے اس طرح جون **1994**ء میں رضوان نے ملزم یوسف علی سے میری ملاقات کا انتظام کیا۔ میں ملزم یوسف علی کے علم سے بے حد متاثر ہوا۔ مجھے یوسف علی نے کہا کہ میں جب تک پیغمبر اسلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ لوں مجھے موت نہیں آئیگی۔ پہلی ملاقات کا انتظام عبدالواحد کے گھر پر کیا گیا۔ جب میری ملزم سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ جب تک پیغمبر اسلام کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں مجھے موت نہیں آئے گی۔ مجھے کثرت سے درود شریف پڑھنے کی ہدایت کی گئی۔ میں اس کے بعد ملزم یوسف سے عبدالواحد کے گھر پر ملتا رہا۔ ملزم یوسف نے مجھے ابوبکر صدیق کا نام دیا۔ جب میں اہل وعیال کے ہمراہ عمرے کی ادائیگی کیلئے جا رہا تھا۔ ملزم یوسف میرے گھر آیا اور مجھے کہا کہ عمرے کی ادائیگی کی کوئی ضرورت نہیں، وہ یہاں عمرے کا انتظام کر سکتا ہے۔ ملزم نے کہا مکان وہاں ہے اور مکین یہاں ہے جس پر میں ناراض ہوا اور اس نے مجھے عمرے کی ادائیگی کی اجازت دیدی۔

جب میں عمرے سے واپس آیا ملزم یوسف نے مجھ سے میری پیغمبر علیہ السلام سے ملاقات کے بارے میں باتیں شروع کر دیں اور کہا کہ میری طرف سے اس ضمن میں زیادہ سے زیادہ بڑی دستبرداری کیا ہو سکتی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ وہ جو بھی چاہے اس کے بعد ملزم میرے گھر میں مجھے ایک کمرہ سجانے کو کہا۔

اس نے میرے گھر کے ایک کمرے کو غار حرا قرار دیا: محمد علی ابوبکر: جب میں نے کمرہ سجا لیا، ملزم یوسف لاہور سے کراچی آیا اس نے کمرہ پسند کیا اور کہا یہ ''غار حرا'' ہے۔ کمرے کا فرنیچر سیاہ اور سبز رنگ کا تھا۔ ملزم یوسف اس کے بعد لاہور واپس چلا گیا۔ اس کے بعد جب وہ کراچی آیا اس نے کچھ عرصہ میرے سجائے ہوئے کمرہ میں قیام کیا۔ ملزم یوسف عبدالواحد کے گھر رہائش رکھا کرتا تھا۔ جب وہ میرے گھر آیا اس نے کہا کہ وہ میری پیغمبر اسلامؐ سے ملاقات کا انتظام کرے گا۔ جب اس نے مجھے چھوڑا مجھ پر کپکپی طاری تھی اور میں پسینے میں شرابور تھا۔ میں یہ سمجھ نہیں سکا کہ کیا ہوا۔ اس کے بعد میں کمرے سے باہر آ گیا۔ ملزم یوسف کے پیروکار کمرے سے باہر بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھے جیسا کہ ملزم یوسف پیغمبر علیہ السلام سے ملاقات کی پہلے باتیں کرتا تھا، پیغمبر اسلامؐ سے جسمانی ملاقات پر مبارکباد دی۔ اس کے بعد جب ملزم لاہور سے کراچی آیا اس نے عبدالواحد کے گھر پر قیام کیا جہاں ملزم یوسف نے مجھ سے مکان کی خریداری کیلئے پچاس لاکھ روپے طلب کئے جو میں نے ملزم یوسف کو ادا کر دیئے۔ میں نے ملزم یوسف کو **24** لاکھ روپے بنک کے ذریعے ادا کئے باقی ماندہ رقم کا انتظام بھی میں نے اپنے دوستوں کے ذریعے کر کے ادائیگی کر دی۔ میں ڈیمانڈ ڈرافٹ **3** لاکھ، **5** لاکھ، اڑھائی لاکھ اور دو لاکھ کی ادائیگی کی فوٹو کاپیاں مارک اے تا ڈی پیش کرتا ہوں۔

میں اصل رسید چوبیس لاکھ دو ہزار چار سو دس روپے پچاس پیسے کی ڈالر انکیشمنٹ کیلئے ایگزیبٹ پی پیش کرتا ہوں۔ بیس ہزار نو دو دس روپے مالیت کے ڈالروں کے ضمن میں فوٹو کاپی مارچ مارک بی پیش کرتا ہوں۔ ملزم یوسف نے مجھ سے ایئر کنڈیشنر کا مطالبہ کیا جو میں نے مارکیٹ سے خریدا جس کی رسید مارک ای ہے۔ ایئر کنڈیشنر عبدالواحد

کے گھر ملزم یوسف کے کمرے میں لگایا گیا اس کے بعد ملزم یوسف نے کراچی سے قالین خریدا جس کی میں نے ادائیگی مبلغ گیارہ ہزار روپے کی جس کی رسید مارک جی ہے۔ میں سٹی بنک کا اصل خط ایگز یبٹ پی 7 بھی پیش کرتا ہوں۔ میں نے ملزم یوسف کے کمرے کیلئے فرنیچر بھی خریدا۔ ملزم یوسف یہ فرنیچر لاہور لے گیا۔ میں نے یہ فرنیچر ایک لاکھ اڑتالیس ہزار روپے میں خریدا تھا۔ اس کے بعد ملزم یوسف نے پردے وغیرہ کراچی سے خریدے۔ اس کے لئے میں نے 53 ہزار کی ادائیگی کی۔ میں نے مجموعی طور پر 67 لاکھ روپے کی ادائیگی کی۔

میں نے جب ملزم یوسف کو اپنی چوبیس لاکھ رقم کا مطالبہ کیا تو ملزم نے کہا کہ ابھی تک اسے مدینے سے رقم موصول نہیں ہوئی جونہی رقم ملے گی وہ ادائیگی کر دے گا۔ اس کے بعد ملزم گرفتار ہو گیا اور اس کے بعد سے میرا کوئی رابطہ نہیں تھا۔ میرے پاس میرے قبضے میں ملزم یوسف کی ایک ڈائری تھی۔ میں نے دانستہ طور پر پولیس کو پیش نہیں کی۔ اگر میں پہلے یہ ڈائری پولیس کو پیش کرتا تو آج میں زندہ نہ ہوتا۔ اب میں ڈائری پی 8 (116-1) پیش کرتا ہوں جس کا مطلب ہے کہ یہ ڈائری 116 صفحات پر مشتمل ہے۔ ملزم نے یہ ڈائری میرے حوالے کرتے ہوئے کہا تھا کہ ڈائری پڑھنے کے بعد میں اس پر بھروسہ کروں گا۔ ملزم یوسف کی گرفتاری سے قبل ایک مرتبہ میری اس سے ملاقات ہوئی عبدالواحد کے گھر قوالی کی مجلس میں ہوئی۔ ملزم یوسف نے ملاقات کے شروع میں قوالوں تک کی موجودگی میں کہا کہ جب تک مجلس کے ارکان حضرت محمد ﷺ کو نہ دیکھ لیں ان میں سے کوئی نہیں مرے گا۔

اس کے بعد ایک مرتبہ جب میں محفل نعت خوانی میں شرکت کے لئے جا رہا تھا تو اس وقت ملزم یوسف نے مجھ سے کہا کہ جس شخص کے لئے میں محفل نعت خوانی میں شرکت کے لئے جا رہا ہوں وہ یہاں بیٹھا ہے اور یہ کہ میں کس کیلئے محفل نعت خوانی میں شرکت کیلئے جا رہا ہوں۔ ہر موقع پر ملزم یوسف اپنے آپ کو ''محمد'' اس انداز سے ظاہر کرتا رہا جیسے وہ پیغمبر اسلامؐ ہونے کا دعویدار ہو اور جب میں مجلس نعت خوانی میں شرکت کے بعد واپس آیا ملزم یوسف نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا، وہ اپنے حکم کی خلاف ورزی پر مجھ سے بے حد ناراض تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ چونکہ میں نے اس کی حکم عدولی کی ہے، اس لئے مجھ پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔ 28 فروری کو ملزم یوسف کی بیٹی کی شادی شام کے وقت تھی۔ اور صبح ملزم یوسف نے مسجد بیت الرضا میں ورلڈ اسمبلی کا اجلاس طلب کیا تھا۔ مسجد بیت الرضاء میں ہونے والے ورلڈ اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کیلئے دعوت نامہ مارک ''ایچ'' دیا گیا۔ مجھے یہ دعوت نامہ ملا تھا لیکن یہ کورا تھا اور میں نے وہی جریدہ تکبیر کو دے دیا۔ میں نے اجلاس میں شرکت کی تھی جہاں آڈیو اور ویڈیو کیسٹ تیار کی گئی تھی۔ ملزم یوسف نے مسجد میں موجود اپنے ایک سو صحابیوں کا تعارف کرایا۔ ملزم نے عبدالواحد اور زید زمان کو اپنے صحابیوں کی حیثیت سے تعارف کرایا۔ ان لوگوں نے بھی کسی حد تک تقریریں کیں۔ ملزم یوسف نے اپنی تقریر میں اس بات کی وضاحت کی کہ اس نے ورلڈ اسمبلی کیلئے مسجد بیت الرضا کا انتخاب کیوں کیا ہے؟ اور اس نے ''مسجد نبویؐ'' یا ''مسجد حرام'' کا انتخاب کیوں نہیں کیا؟ اس نے کہا مسجد بیت الرضا کا انتخاب اس طرح کیا گیا جس طرح اللہ رب العزت نے ''غارِ حرا'' کا انتخاب کیا تھا۔ اس کے بعد اس نے کہا بعض سورتیں بعض آیات حتیٰ کہ قرآن یہاں موجود ہے۔

اس نے مزید کہا کہ حضور ﷺ ڈیوٹی پر نہیں بلکہ ان کی عطا ہے کہ ایک رسول ہم سے مخاطب ہے۔ اس کے بعد ملزم یوسف نے میرا تعارف کرایا اور کہا کہ جس طرح پیغمبر اسلامؐ نے جن کی خدمات قبول فرمائیں وہ ابوبکر تھے۔ (اسی طرح وہ جس کے احسانات کا بدلہ میں نہیں اتار سکتا وہ ہیں) جس کا نام محمد علی ابوبکر ہے۔ میں تیسری یا چوتھی قطار میں بیٹھا تھا مجھے وہاں سے اٹھا اور ورلڈ اسمبلی میں متعارف کرایا گیا۔ مجھے منبر کے قریب لاتے ہوئے ملزم یوسف علی نے میرے بارے میں کہا کہ پہلے میں ابوبکر تھا اب میں محمد علی ابوبکر ہوں اور جب مجھے ابوبکر کہا جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ میں صحابی تھا اور اب میں صرف محمد علی ابوبکر ہوں۔ شادی میں شرکت کے بعد میں کراچی واپس آ گیا میں بعض نکات نوٹ کر کے اپنے ساتھ لایا تھا۔ جن کے بارے میں اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور علماء سے جن میں محمد رفیق (صحیح نام مفتی محمد رفیع) عثمانی، مفتی دار العلوم کورنگی کراچی بھی شامل تھے تبادلہ خیال کیا۔

میں نے مولانا محمد یوسف لدھیانوی سے بھی بات کی۔ وہ بھی مجھ سے بہت زیادہ ناراض ہوئے اور کہا کہ پہلے میں اپنے ایمان کو ٹھیک کروں اس کے بعد مجھے مولانا سے ملنا چاہیے۔ جو کچھ میں نے نوٹ کیا تھا، تمام باتیں ملزم یوسف کی کہی ہوئی تھیں۔ پولیس نے میرا بیان ریکارڈ کیا اس مرحلے پر وکیل صفائی نے اعتراض کیا کہ گواہ استغاثہ کی طرف سے پیش کی جانیوالی تمام اشیاء جیسا کہ مارکڈ اور ایگزیبٹڈ ہیں قانون شہادت کے حکم کے تحت قابل تسلیم نہیں اس لئے انہیں ہر قسم کے جائزے سے حذف کیا جائے۔

مزید برآں وکیل صفائی کو گواہ استغاثہ کی طرف سے پیش کی جانیوالی مذکورہ دستاویزات کی موجودگی کا کوئی علم نہیں تھا۔

لفظ بہ لفظ بیان گواہ استغاثہ نمبر 12 ساجد منیر ڈار

ساجد منیر ڈار ولد نذیر احمد ڈار، ذات کشمیری سرکاری ملازم ساکن 43/C وحدت روڈ لاہور حلفاً بیان کیا۔

میں عدالت میں موجود ملزم یوسف جانتا ہوں۔ میرے دوست سہیل ضیاء نے مجھے ملزم سے متعارف کرایا تھا۔ میں ملزم سے مسجد بیت الرضا میں جو چوک یتیم خانہ میں واقع ہے، ملتا رہا ہوں۔ دسمبر 1995ء میں نماز جمعہ کے بعد میں مسجد سے ملحق حجرہ میں ملزم یوسف سے ملا۔ ملزم یوسف نے مجھ سے کہا کہ اگر وہ پیغمبر اسلامؐ سے میری ملاقات کرادے تو آیا اس کی میرے نزدیک کوئی قیمت ہوگی یا نہیں؟ میں نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔ اس نے کہا جب تک پیغمبرؐ سے میری ملاقات نہ ہوجائے، مجھے موت نہیں آئے گی۔ ملاقات کی صورت میں میرے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ میں جہنم میں نہیں جاؤں گا اور یہ کہ میں جنت میں جاؤں گا۔ اس نے مجھے اپنی سونے کی انگوٹھی دیئے جانے کو کہا اور مجھے اگلے روز ڈیفنس لاہور میں واقع اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ میں اگلے دن اپنے دوست سہیل ضیاء کے ساتھ شام کو ملزم یوسف کے گھر گیا۔ ملزم نے اپنے گھر میں ایک خاص حجرہ بنا رکھا تھا۔ وہ مجھے اکیلے اس حجرے میں لے گیا۔ جب کہ بہت سے دوسرے افراد مین ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔

ملزم یوسف نے کہا کہ میں خوش قسمت ہوں جو پیغمبر اسلام سے ملنے جارہا ہوں۔ اس نے مزید کہا کہ وہ ''محمدؐ'' ہے۔ اس کے بعد وہ مجھ سے بغلگیر ہوا۔ اس نے کہا کہ ''محمدؐ'' سے مراد یہ ہے کہ وہ (یوسف) پیغمبر ہے۔'' اس طرح ملزم یوسف نے جو عدالت میں موجود ہے، پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ ایسا کئی مرتبہ کراچی کے لوگوں بالخصوص رانا اکرام وغیرہ کے ساتھ بھی ہو چکا ہے۔ پولیس نے میرا بیان قلمبند کیا۔

لفظ بہ لفظ بیان گواہ استغاثہ نمبر 14 خوشی محمد ایس ایچ او تھانہ ملت پارک لاہور

گواہ استغاثہ نمبر 14 بیان خوشی محمد سب انسپکٹر حال پولیس لائن قلعہ گوجر سنگھ لاہور حلفاً بیان کیا:

مورخہ 5-4-1997 کو میں تھانہ ملت پارک میں متعین تھا۔ 7-4-1997 مقدمہ نمبر 70 جس کی ایف آئی آر ملزم یوسف کے خلاف درج تھی کی تفتیش میرے سپرد کی گئی۔ 9-4-1997 کو سب انسپکٹر نواز نے ملزم یوسف علی کو میرے روبرو پیش کیا اور ملزم یوسف علی کو اس مقدمے میں شامل تفتیش کرلیا گیا۔ ملزم یوسف علی نے بیان دینے سے انکار کردیا اور اپنی حفاظت کئے جانے کی درخواست کی کیونکہ بقول اس کے اس کی جان کو خطرہ تھا۔ ملزم کو حفاظتی وجوہ کی بناء پر تھانہ مسلم ٹاؤن میں رکھا گیا۔ ملزم یوسف علی کو زندگی کی جملہ سہولتیں مہیا کی گئیں۔ میں نے فائل کا معائنہ کیا میں نے اس کے نتیجے میں آڈیو اور وڈیو کیسٹوں کے ٹرانسکرپٹ کا 10-4-1997 کو جائزہ لیا۔ ملزم یوسف کو مقدمے کی تفتیش میں شامل کیا گیا۔ ملزم نے بیان قلم بند کرایا۔ ملزم کا بیان قلمبند کرنے اور آڈیو وڈیو کیسٹ سننے اور دیکھنے کے بعد ریکارڈ پر خاصا مواد آچکا تھا جس پر ملزم یوسف علی کو اس مقدمے میں گرفتار کرلیا گیا اور ملزم یوسف کا جسمانی ریمانڈ حاصل کرکے اسے تھانہ مسلم ٹاؤن کے حوالات میں رکھا گیا۔

14-9-1997 کو میں تھانہ مسلم ٹاؤن میں اس مقدمے کی تفتیش کے سلسلے میں موجود تھا۔ میں نے استغاثے کے گواہوں ساجد منیر ڈار اور سہیل احمد کے بیانات قلم بند کئے۔ 16-4-1997 کو مجھے تکبیر نامی رسالہ نمبر 13 پی 9/52-1 بذریعہ مراسلہ نمبر 1694 ڈی ایس پی لیگل محررہ مورخہ 14-4-1997 ایگزیبٹ پی ایچ ملا جو میں نے مقدمے کی فائل کے ساتھ 17-4-1997 کو منسلک کردیا۔ میں نے میاں عبدالغفار ڈپٹی ایڈیٹر روزنامہ خبریں لاہور کا بیان 17-4-1997 کو اس وقت قلم بند کیا جب وہ میرے روبرو تھانہ ملت پارک میں پیش ہوئے جب میں نے گواہ استغاثہ عبدالغفار کا بیان قلمبند کیا اس وقت وہ لاہور میں متعین تھے۔ عبدالغفار 18-4-1997 کو تفتیش میں شریک ہوئے۔ گواہ استغاثہ اطہر اقبال نے میرے روبرو پیش ہوکر وڈیو کیسٹ پی 5 پیش کی۔ جو میں نے بذریعہ ایگزیبٹ پی ای اپنی تحویل میں لے لی۔ جس کی تصدیق گواہ استغاثہ اطہر اور دوسرے نے کی۔ میں نے سعید ظفر اور امانت علی کانسٹیبلوں کے بیانات قلمبند کئے۔ میں نے اطہر اقبال کا بیان بھی قلمبند کیا میں نے دونوں مذکورہ وڈیوز کے ٹرانسکرپٹ کا ضمنی میں اندراج کیا اور میں نے آڈیو اور وڈیو کیسٹوں کا ترجمہ گواہ استغاثہ محمد سرور سے کمپیوٹر کے ذریعے کرایا جو فائل کے ساتھ

پی10/10-1 پی 10/11-1 اور پی 11/11-1 شامل ہیں۔
اس مرحلے پر فاضل وکیل نے درج ذیل اعتراضات کئے۔
(i) یہ کہ آڈیو وویڈیو کیسٹ ان ٹرانسکر پٹوں کی بنیاد ہیں جو قابل پذیرائی نہیں اس لئے ٹرانسکر پٹ بھی بطور شہادت تسلیم نہیں کئے جاتے۔
(II) یہ کہ ٹرانسکر پٹ بنانے والے کا اس ٹرانسکر پٹ کے وہی ہونے کے بارے میں موازنہ نہیں کیا گیا اس لئے یہ قابل تسلیم نہیں ہیں اور انہیں شہادت میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔
اس اعتراض کا قطعی دلائل کے موقع پر جائزہ لیا جائے گا۔ بیان جاری ہے۔
پھر 19-4-1997 کو میں نے ایس ایس پی سے کراچی جانے کی اجازت طلب کی۔ درخواست اگزیبٹ پی 1 میری تحریری اور دستخطی ہے۔ میں پرواز کے ذریعے کراچی پہنچا۔ کراچی پہنچنے کے بعد میں نے رانا محمد اکرم، بریگیڈیئر محمد اسلم، عارف صدیقی، محمد یوسف، ارشد، نعمان اور محمد علی ابوبکر کے بیانات قلمبند کئے۔ پھر میں واپس لاہور آ گیا۔
کراچی میں قیام کے دوران میں نے محمد حنیف طیب، محمد حسین لاکھانی اور ایک دوسرے شخص کا بیان بھی قلمبند کیا جس کا نام فی الوقت مجھے یاد نہیں۔ میں نے ہفت روز جریدے تکبیر کے محمد طاہر سے رابطہ کیا تھا لیکن اس نے بیان دینے سے انکار کر دیا اور بتایا کہ وہ اصل ڈائری نہیں دے گا اور یہ کہ اس نے جو کچھ میگزین میں لکھا ہے اسے ہی اس کا بیان سمجھا جائے۔ میں نے میگزین پی 52/13-1 حاصل کیا اور اسے فائل کے ساتھ منسلک کر دیا۔
ملزم یوسف علی کو آڈیو وڈیو کیسٹوں کے تقابلی جائزے (موازنے) کے لئے اپنی آواز ریکارڈ کرانے کو کہا گیا لیکن نے اس نے اپنی آواز ریکارڈ کرانے سے انکار کر دیا۔
24-4-1997 کو ایس پی صدر نے استغاثے کے گواہ آڈیو اور وڈیو کیسٹیں اور ملزم کو فائل مقدمہ کے ساتھ پیش کئے جانے کی ہدایت کی۔ مذکورہ تاریخ پر ایس پی صدر نے استغاثے کے گواہوں اور ملزم یوسف علی سے تفتیش کی لیکن ملزم یوسف علی نے اپنا بیان ریکارڈ نہیں کرایا۔ ایس پی نے آڈیو کیسٹ سنے اور ویڈیو کیسٹ دیکھے جس کے بعد ایس پی صدر نے مجھے چالان عدالت میں پیش کئے جانے کی ہدایت کی جس پر میں نے ملزم کے خلاف چالان مقدمے کی سماعت کیلئے پیش کر دیا۔

جج کے فیصلے میں سے کچھ اقتباسات

کذاب یوسف نے عدالت کے روبرو سختی سے تردیدی کی کہ اس نے میں غفار سے یہ بات نہیں کی کہ اسے خلافت عظمیٰ عطا کی گئی ہے مگر بعد میں خود ہی خلافت عظمیٰ کا سرٹیفکیٹ پیش کر دیا۔ کذاب یوسف نے کہا کہ اسے یہ سرٹیفکیٹ براہ راست پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے۔ جج نے سرٹیفکیٹ کورٹ کے ریکاڈ میں جمع کر لیا اور اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے فیصلہ میں لکھا "یہ بات نہایت حیرت انگیز کہ نام اے ایچ محمد یوسف علی پر کئی جگہ لفظ ''ؐ'' پر فلوئڈ کا استعمال کیا گیا ہے اور اگر اس دستاویز کو بڑا کر کے دکھائے جانے والے آئینہ سے دیکھا جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہر مرحلے پر جہاں محمد یوسف علی کے نام پر ﷺ کیلئے لفظ ''ؐ'' استعمال ہوا تھا اسے فلوئڈ سے چھپا دیا گیا ہے اس لئے یہ نہایت حیران کن ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اسے دور جدید کے فلوئڈ کے ساتھ موصول ہوا ہے۔
یوسف کذاب نے حلفاً کہا کہ میرے والد ذات کے اعتبار سے راجپوت تھے۔ رضا کارانہ طور پر کہا کہ سید راجپوت تھے۔ جج کا تبصرہ: یہ بات حیران کن ہے کہ اس نے جڑانوالہ کے ایک سکول سے میٹریکولیشن کی لیکن وہ اپنے گاؤں کا نام تک نہیں جانتا۔ فی الحقیقت اس نے اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کی ہے تاکہ کوئی یہ نہ جان سکے آیا وہ محض راجپوت ہے یا کچھ اور۔
جج نے لکھا ''یوسف کذاب کو عربی زبان کے بارے میں کوئی تفصیلی علم نہیں پھر وہ کیوں یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ماضی میں کئے گئے قرآن حکیم کے تراجم درست نہیں ہیں''۔
جج نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ ''ملزم متضاد باتیں کرنے کا عادی ہے۔۔ کذاب میں حقائق چھپانے کا رائج ہے۔۔ یہ جھوٹ بولتا ہے۔''
جج نے لکھا ''اس فیصلہ میں ملزم کو ''محمد'' اور ''علی'' کی بجائے محض ''یوسف کذاب'' کہا جائے گا''
عدالتی کارروائی مکمل ہونے کے بعد 05 اگست 2000ء کو سیشن جج لاہور جناب میاں محمد جہانگیر صاحب نے ملزم یوسف کذاب کو مجرم قرار دیتے ہوئے سزائے موت اور

35 سال قید کی سزا کے حکم پر دستخط کر دیئے۔ جج صاحب اپنے تفصیلی فیصلہ میں لکھا: ''ملزم یوسف نے اپنی تقریر میں کئی ایسے الفاظ کہے کہ ان میں سے واضح طور پر پیغمبر اسلامؐ، اہل بیت اور صحابہ کرامؓ کی بے حرمتی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ ملزم نے قرآن حکیم کے بارے میں بھی توہین آمیز بات کی۔ مثال کے طور پر آڈیو کیسٹ پی 1 کا ٹرانسکرپٹ اگیز یبٹ پی 10 یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس نے عبدالواحد اور زید زمان کے صحابی رسولؐ ہونے کا اعلان کیا۔ اس نے سامعین میں کم از کم سو افراد کے صحاب رسول ہونے کا اعلان کیا۔ مسجد بیت الرضا کا غار حرا سے موازنہ کیا۔ قرآن حکیم کے تراجم ناقص اور غلط ہونے کا اعلان کیا اور کہا جب مشابہت محمدؐ سے ہو تو اسے رسول کہ جائے گا اور یہ کہ اگر تم رسول اللہ کو قائل کو تو اللہ رب العزت بھی قائل ہو جائے گا۔ اگر مشابہت تمہارے ساتھ ہو تو تمہیں صرف اس کو قائل کرنا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو حضرت محمدؐ کی حیثیت سے اور اپنے سامعین کو صحابی رسولؐ کی حیثیت سے ظاہر کیا۔ اس ٹرانسکرپٹ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اس نے اپنی بیٹی فاطمہ کا ذومعنی الفاظ میں ذکر کیا۔ اس نے محمد علی ابوبکر کے صحابی ہونے کا اعلان کیا اور اڑھائی سال کے سلیمان نامی ایک بچے کے بھی صحابی ہونے کا اعلان کیا اور کہ اس نے کھلی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ یہ بچہ مبینہ طور پر صحابی رسول عبدالواحد کا پوتا ہے۔ اس نے مزید اعلان کیا کہ 9 ربیع الاول پیغمبر پیغمبر اسلامؐ کی تاریخ پیدائش ہے 12 ربیع الاول نہیں بلکہ یہ تاریخ 9 ربیع الاول ہے جبکہ اس حقیقت سے متعلق اس کے بیان حلفی میں ٹھہراؤ نہیں اور اگر ٹرانسکرپٹ پی 10 اور پی 11 کو ملحوظ رکھا جائے اور ویڈیو فلمیں دیکھی جائیں تو نظر آئے گا کہ اس نے ایسے الفاظ کہے جو پاکستان کے ضابطہ فوجداری کی مختلف دفعات 295 سی، 295 اے، 298 اور 298 اے کی خلاف ورزی ہیں۔ یہاں تک کہ اس نے دفعہ 295 سی کی بھی مضحکہ خیز انداز میں یہ کہہ کر مخالفت کی کہ اگر توہین رسالت کا مقدمہ درج کرنا مقصود ہے تو اسے پیغمبر اسلامؐ کی اجازت سے درج ہونا چاہیے۔ ایک مرحلے پر اس نے کہا کہ وہ پیغمبر اسلامؐ کا آئینہ ہے جبکہ عکاس کوئی اور ہے۔ یہ حقائق خود ملزم کی جانب سے مہیا کئے جانے والے ویڈیو کیسٹ میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں اور ایک مرحلے پر تو وہ یہاں تک چلا گیا کہ اس نے یہ تک کہہ دیا کہ قرآن حکیم کی بعض آیات شرانگیز ہیں اور یہ حقیقت ویڈیو کیسٹ پی 2 کے ٹرانسکرپٹ پی 11 میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ اس طرح یہ دستاویزات واضح طور پر ملزم یوسف کی جانب سے مذکورہ جرم کا ارتکاب ثابت کرتی ہیں۔''

جج صاحب اپنے تفصیلی فیصلہ کے آخر میں لکھتے ہیں کہ ''کذاب سے کسی قسم کا نرم رویہ اختیار کئے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس کا کافر اور مرتد ہونا ثابت ہو گیا ہے اس لئے کسی قسم کی توبہ کی گنجائش بھی نہیں رہتی۔''

مرکز سراجیہ گلی نمبر 4، اکرم پارک غالب مارکیٹ گلبرگ III لاہور فون: 042-35877456

www.endofprophethood.com markazsirajia@hotmail.com